245 ـ منكر حديث والد كے ساتھ حسن سلوك كرنا

سوال

ميں ايك بے دين خاندان ميں زندگى بسر كر رہا ہوں جو ميرے ساتھ مذاق كرتا اور مجھ پر ظلم كرتا ہے، الحمد لله ميں دين پر عمل پيرا ہوں، ميرے والد صاحب كا اعتقاد ہے كہ وہ احاديث جو قرآن مجيد ميں پائے جانے والے امور كى شرح كرتى ہيں مثلا نماز وغيرہ ان پر عمل كرنا واجب ہے، اور جو امور قرآن مجيد ميں نہيں مثلا اجنبى عورت سے مصافحہ كرنا ان احاديث پر عمل كرنا واجب نہيں.
اس كے علاوہ بھى والد صاحب كے كئى ايك اعتقادات ہيں، مجھے علم ہے كہ والدين كے ساتھ حسن سلوك كرنا واجب ہے، كيا ميرے ليے اپنے والد كے پيچھے نماز ادا كرنا جائز ہے ؟
اگر جواب نفى ميں ہو تو كيا ميں يہ ظاہر كر سكتا ہوں كہ ميں اس كے پيچھے نماز ادا كروں اور بعد ميں نماز لوٹا لوں تا كہ والد ناراض نہ ہوں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد لله.

سائل بھائى جس حالت ميں زندگى بسر كر رہا ہے وہ بالفعل ايك مشكل حالت ہے، كسى مومن شخص كے ليے باپ كے ساتھ زندگى بسر كرنا آسان كام نہيں جو ضلالت و گمراہى ميں پڑا ہوا ہو، اور وہ صحيح منہج اہل سنت والجماعت كا مسلك كا اختيار نہ كرے بلكہ كسى اور مسلك پر عمل پيرا ہو ليكن مسلمان كو اس طرح كے والد كے متعلق صبر و تحمل سے كام ليتے ہوئے اجروثواب كى نيت ركھنى چاہيے، اور اسے وعظ و نصيحت كرنے ميں نرمى اور بصيرت سے كام لينا چاہيے، اور ايسے وسائل بروئے كار لائے جس سے والد كو يہ محسوس نہ ہو كہ بيٹا اس كے خلاف ہے، اور نہ ہى اس كے ساتھ بے رخى اور قطع تعلقى سے كام لے، بلكہ اس سے والد يہ محسوس كرے كہ يہ اس بيٹے كى جانب سے نصيحت ہے جو والد كا ادب و احترام كرنا جانتا ہے، اور والد كے ساتھ حسن سلوك كرنے والے بيٹے كى نصيحت ہے، اور اس كے ساتھ شفقت كے ساتھ پيش آنے والا ہے جيسا كہ ابراہيم عليہ السلام كى جانب سے والد كو تبليغ كے وقت ہوا تھا.

اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

اور اس کتاب میں ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان کریں، بیشك وہ بڑی سچائی والے نبی تھے

جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا جان ! آپ ان کی پوجاپاٹ کیوں کر رہے ہیں جو نہ تو سنتے ہیں نہ دیکھتے ؟ نہ آپ کو کچھ نفع اور فائدہ دے سکیں؟

میرے مہربان ابا جان! آپ دیکھیے میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس آیا ہی نہیں، تو آپ میری ہی مانیں میں بالکل سیدھی راہ کی طرف آپ کی راہنمائی کرونگا

میرے پیارے اباجان! آپ شیطان کی پرستش سے باز آجائیں شیطان تو رحم وکرم والے اللہ تعالی کا بڑا ہی نافرمان ہے

ابا جان! مجھے خوف لگا ہوا ہے کہ کہیں آپ پر کوئی عذاب الہی نہ آپڑے کہ آپ شیطان کے ساتھ بن جائیں

اس نے جواب دیا کہ اے ابراہیم! کیا تو ہمارے معبودوں سے روگردانی کر رہا ہے، سن لو اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھروں سے مار مار کر ہلاك کر ڈالوں گا، جا ایك مدت دراز تك مجھ سے الگ رہو

اس نے کہا اچھا تم پر سلامتی ہو، میں تو اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی دعا کرتا رہوں گا، وہ مجھ پر حد درجہ مہربان ہے مریم (41 ـ 47).

چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے میرے اباجان کی رقیق اورنرم پکار لگاتے ہوئے اے میرے ابا جان کے الفاظ کہے، انہوں نے یہ نہیں فرمایا: میں عالم ہوں اور آپ جاہل ہیں، بلکہ یہ فرمایا کہ میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا.

اور اپنے والد پر اپنی شفقت اور نرمی اور اس کی سلامتی کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

اے میرے ابا جان مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ کو اللہ رحمن کی جانب سے عذاب الہی نہ پہنچ جائے، اور جب ان کے والد نے انکار کر دیا اور رجم کرنے کی دھمکی دی تو ابراہیم علیہ السلام نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا بلکہ یہ بھی پورے ادب و احترام سے کہا کہ آپ پر سلامتی ہو، اور اس کے ساتھ دعائے استغفار کا وعدہ کیا.

چنانچہ ہمارے نیك و صالح بیٹوں کی جانب سے اپنے گمراہ باپوں کو اسی طرح کی دعوت ہونی چاہیے.

آپ کو علم ہونا چاہیے کہ سنت و حدیث کا انکار یا اس میں سے کسی چیز کا انکار کرنا بہت ہی خطرناك مسئلہ ہے ـ

اس موضوع کی تفصیل ہم کسی اور جگہ پر کرینگے - لیکن ہم اختصار کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ:

اگر آپ کے والد کی بدعت اسے دین اسلام سے ہی نکال دے مثلا بالکل حدیث کا انکار کرنا، اور اس پر حجت بھی قائم ہو چکی ہو، اس کے باوجود وہ حق ماننے سے انکار کردے تو پھر اس کے کفر کی بنا پر اس کے پیچھے آپ کی نماز صحیح نہیں.

لیکن اگر اس کی بدعت کفر تك نہیں پہنچتی مثلا وہ کسی حدیث کے حکم پر عمل نہیں کرتا - کمی و کوتاہی کی بنا پر - تو آپ کے لیےاس کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے، تو اس وقت آپ کی نماز صحیح ہو گی. واللہ اعلم

اضافہ:

اس سوال کے متعلق ہمیں شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ تعالی کی جانب سے درج ذیل کلمات ملے:

بعض اوقات انکار تاویل ہوتا ہے، اور بعض اوقات انکار جحد، چنانچہ اگر انکار جحد ہو یعنی وہ یہ کہے: جی ہاں مجھے علم ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے، لیکن میں اسے نہیں مانتا، اور نہ ہی قبول کرتا ہوں، اگر تو ایسا ہو تو وہ کافر اور اسلام سے مرتد ہے، اور اس کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز نہیں.

اور اگر اس کا انکار انکار تاویل ہو تو پھر دیکھا جائیگا کہ اگر تو اس کی تاویل اس کی محتمل ہو جو لغت جائز کرتی ہے، اور مصادر شریعت اور اس کے موارد جانتے ہیں تو یہ شخص کار نہیں ہو گا، بلکہ یہ بدعتیوں میں شامل ہوتا ہے، اگر اس کا قول بدعتی ہو تواس کے پیچھے نماز ادا کی جائیگی لیکن اگر اس کے پیچھے نماز ترك کرنے میں کوئی مصلحت ہو کہ وہ اپنی بدعت سے باز آجائے اور معاملات میں دوبارہ سوچ و بچار کرے گا تو اس کے پیچھے نماز ادا نہ کی جائے.

اس باپ کی حالت یہ ہے کہ وہ بعض احادیث جو قرآن مجید کے موافق اور اس کی شرح ہیں کا اقرار کرتا ہے، لیکن اسی وقت وہ دوسری قسم کا انکار کرتا ہے جو قرآن مجید سے زائد ہے، اس طرح کا عمل عظیم بدعت میں شمار ہوتا ہے، جس پر شارع نے وعید سنائی ہے، یسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم میں کوئی ایك کسی اور اپنی مسند پر سہارا لگائے ہوئے پائیگا .... الحدیث"

یہ بہت بڑی بدعت ہے ایسی بدعت کے مرتکب شخص کے متعلق خدشہ ہے.

واللہ اعلم .